اذانِ خطبہ اور اقامت کے مسائل

تصنیف

حضور تاج الاسلام حضرت علامہ
مفتی جیش محمد صدیقی، برکاتی دام ظلہ العالی
قاضی القضاۃ نیپال وشیخ الحدیث جامعہ حنفیہ غوثیہ، جنکپور

تدوین وتہذیب

ابو العطر حضرت مولانا مفتی محمد عبد السلام امجدی، برکاتی (تاراپٹی، نیپال)
استاذ جامعہ غوثیہ غریب نواز کھجرانہ، اندور (ایم پی)

ناشر

مجمع البرکات اکیڈمی
خانقاہ برکات لہنہ شریف، ضلع دھنوشہ جنکپور (نیپال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اذانِ خطبہ
اور
اقامت کے مسائل

مصنف

فقیہ الاسلام حضور شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی دام ظلہم العالی
قاضی القضاۃ نیپال و شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور (نیپال)

تدوین وترتیب

ابو العطر حضرت مفتی محمد عبد السلام امجدی برکاتی
استاذ جامعہ غوثیہ غریب نواز کھجرانہ، اندور (ایم پی)

ناشر

مجمع البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات، لہنہ شریف
ضلع دھنوشہ (نیپال)

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ !

نام کتاب	: اذان خطبہ اور اقامت کے مسائل
مصنف	: فقیہ الاسلام حضور شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی دام ظلہ العالی (قاضی القضاۃ نیپال و شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور (نیپال)
تصحیح	: فقیہ النفس حضرت علامہ الحاج مفتی احمد حسین برکاتی نائب شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ غوثیہ، جنکپور (نیپال)
تدوین و ترتیب	: ابو العطر حضرت مفتی محمد عبد السلام امجدی برکاتی استاذ جامعہ غوثیہ غریب نواز کھجرانہ، اندور (ایم پی)
کمپوزنگ	: حضرت حافظ و قاری محمد عقیل احمد قادری سیتامڑھی بہار
طباعت	: احمد گرافکس، سبزی باغ، پٹنہ ۴
باراول	: ایک ہزار (۱۰۰۰)
ہدیہ	: ۲۰
ناشر	: مجمع البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات، لہنہ شریف ضلع دھنوشہ (نیپال) e-mail id:- mubacademy@gmil.com

ملنے کے پتے

(۱) جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور (نیپال)

(۲) علامہ محمد ضیاء المصطفیٰ ازہری خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)

استفتاء

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ خطبہ کی اذان ثانی کہاں پر ہونی چاہئے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں اور نماز پنجگانہ کے لئے منارہ والی اذان کہاں پر ہونی چاہئے؟ مدلل و مفصل تحریر فرمائیں۔

دعا گو: رئیس احمد اہل سنت

ملنے کا پتہ: لئیق احمد مستری بن بسا کالونی ضلع نینی تال، یوپی

(۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ بوقت اقامت امام و مقتدی بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر؟ بعض لوگ کہتے ہیں بیٹھ کر سننا نیا مسئلہ ہے بریلوی کا گڑھا ہوا ہے۔ فلاں فلاں مقام پر بوقت اقامت لوگ کھڑے رہتے ہیں۔ صرف بریلوی والے ہی اس وقت بیٹھے رہتے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس وقت کیا کرے اور کس وقت کھڑے ہوں؟ حدیث و فقہ کی روشنی میں صاف صاف مفصل و مدلل بحوالہ کتب معتبرہ جواب عطا فرمائیں بینوا و توجروا

مستفتی: (مولانا) امیر الدین رضوی صدر المدرسین جامعہ رضویہ پٹنہ
و سید ولی الدین ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ پٹنہ سیٹی (بہار)

اذان خطبہ کا بیان

(۱) الجواب بعون الملك الوهاب

خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے بیرون مسجد دروازہ پر ہونی چاہئے۔

تفسیر روح البیان جلد نہم پارہ اٹھائیس میں خاتمۃ المفسرین قدوۃ ارباب الحقیقۃ والیقین مفخر الاماثل والاکابر الجامع بین البواطن والظواہر الامام العالم والفاضل والشیخ النحریر الکامل فرید اوانہ وقطب زمانہ منبع جمیع العلوم مولانا ومولی الروم الشیخ اسمٰعیل حقی البروسوی قدس سرہ العالی المتوفی ۱۱۳۷ھ فرماتے ہیں:

"و قد كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم مؤذن واحد فكان اذا جلس على المنبر اذن على باب المسجد فاذا نزل اقام الصلوٰة ثم كان ابوبكر و عمر رضى الله عنهما على ذلك حتى اذا كان عثمان رضى الله تعالىٰ عنه و كثرت الناس و تباعدت المنازل زاد مؤذنا آخر فأمر بالتاذين الاول على دار له بالسوق يقال له الزوراء يسمع الناس فاذا جلس على المنبر اذن المؤذن الثانى فاذا نزل اقام للصلوٰة فلم يعب ذلك عليه۔ اه۔

یعنی حضور پرنور شفیعنا یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ایک مؤذن تھا تو

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوتے تو مؤذن مسجد کے دروازہ پر اذان کہتا پھر جب منبر سے نزول فرماتے تو مؤذن اقامت کہتا پھر امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے اپنے دور خلافت تک یونہی عمل پیرا رہے لیکن جب امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور مسلمانوں کی کثرت ہوئی مکانات محلات دور دور تک پھیل گئے تو اول اذان کا اضافہ فرمایا اور اپنے محل سرا کے پاس مقام زوراء پر اذان کہنے کا حکم صادر فرمایا تا کہ لوگ سنیں پھر جب منبر پر تشریف فرما ہوتے تو دوسرے مؤذن اذان پکارتا پھر جب منبر سے اترتے تو نماز کے لئے اقامت کہتا تو اس اضافہ پر کسی نے بھی اعتراض نہ کیا۔

اور حضرۃ العلامۃ قدوۃ الامۃ علم الائمۃ ناصر الشریعۃ محی السنۃ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الصوفی المعروف بالخازن تغمدہ اللہ برحمتہ آمین! اپنی تفسیر خازن جلد رابع، ص ۲۶۵ پارہ اٹھائیس میں "اذا نودی للصلوۃ" (جب نماز کے لئے اذان دی جائے) کے تحت فرماتے ہیں:

"و اراد بهذا النداء الاذان عند قعود الامام على المنبر للخطبة لانه لم يكن فى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم نداء سواه كان اذا جلس صلى الله عليه وسلم على المنبر (خ) عن السائب بن يزيد قال كان النداء يوم الجمعة اوله اذا جلس الامام على المنبر على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابى بكر و عمر فلما كان عثمان و كثر الناس زاد النداء الثانى على الزوراء زاد فى رواية فثبت الامر على ذلك و لابى داؤد قال كان يؤذن بين يدى النبى صلى الله عليه وسلم اذا جلس

على المنبر يوم الجمعة على باب المسجد و ذكر نحوه
الزوراء موضع عند سوق المدينة قريب من المسجد و
قيل كان مرتفعا كالمنارة اه"

یعنی اس آیت کریمہ میں نداء سے مراد وہ اذان ہے جو منبر پر خطیب کے بیٹھتے وقت پکاری جاتی ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس اذان کے سوا کوئی دوسری اذان نہ تھی یہ اذان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر پر تشریف رکھنے پر ہوتی تھی۔ حضرت سائب ابن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اذان اول روز جمعہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق وسیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے دور میں امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوا کرتی تھی ۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور کثرت مسلمانوں کی ہوگئی تو دوسری اذان کا اضافہ مقام زوراء میں کر دیا۔ اور ایک روایت میں اتنا اور ہے کہ امر اب اسی پر مستمر ہوگیا۔ اور ابوداؤد میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے مسجد کے دروازہ پر جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر جلوہ گر فرماتے کہی جاتی تھی اور بقیہ اس کے مثل ہے۔ الزوراء ایک جگہ کا نام ہے جو مسجد کے قریب مدینہ کے بازار کے پاس ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ وہ ایک منارہ کی طرح بلند مقام کا نام ہے۔

اور تفسیر صاوی علی الجلالین جلد چہارم ص ۱۷۴ میں حضرۃ الشیخ العلامۃ العارف باللہ تعالیٰ احمد الصاوی المالکی رضی اللہ عنہ زیر آیت کریمہ مذکورہ فرماتے ہیں:

"المراد به الاذان عند جلوس الخطيب على المنبر و ذلك
لانه لم يكن في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم
نداء سواه فكان له مؤذن واحد اذا جلس على المنبر اذن
على باب المسجد فاذا نزل اقام الصلاة ثم كان ابوبكر

و عمر و علی بالکوفة علی ذلك حتی کان عثمان و کثر الناس و تباعدت المنازل زاد اذانا آخر فامر بالتاذین اولاً علی دارہ التی تسمی بالزوراء۔ فاذا سمعوا اقبلوا حتی اذا جلس علی المنبر اذن المؤذن ثانیا و لم یخالفه احد فی ذلك الوقت لقوله صلی الله علیه وسلم علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین من بعدی۔ اھ"

ترجمہ: اس سے مراد وہ اذان ہے جو خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے وقت دی جاتی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کے سوا اور کوئی اذان نہیں تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ایک موذن تھا جب منبر تشریف رکھتے تو موذن مسجد کے دروازہ پر اذان دیتا اور جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے تشریف رکھتے تو نماز کے لئے اقامت کہی جاتی۔ اسی طرح حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور کوفہ میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل تھا۔ یہاں تک کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو لوگوں کی کثرت اور گھروں کے مسجد سے دور ہونے کی وجہ سے آپ نے ایک دوسری اذان کا اضافہ فرمایا۔ تو پہلی اذان مقام زوراء پر دی جانے لگی جسے لوگ سن کر مسجد کا رخ کرتے، یہاں تک کہ جب آپ منبر پر بیٹھ جاتے تو موذن دوسری اذان دیتا۔ اور اس وقت (صحابہ میں سے) کسی نے مخالفت نہیں کی کیونکہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے" میرے بعد میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو(اور حضرت عثمان غنی خلفاء راشدین میں تیسرے خلیفہ ہیں) (امجدی)

اور صحیح بخاری شریف جلد اول جزء رابع، ص ۱۲۴ باب الاذان یوم الجمعۃ میں ہے:

"حدثنا آدم قال حدثنا ابن ابی ذئب عن الزهری عن

السائب بن یزید قال کان النداء یوم الجمعة اوله اذا جلس الامام علی المنبر علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم و ابی بکر و عمر فلما کان عثمان و کثر الناس زاد النداء الثالث علی الزوراء و قال ابو عبد الله الزوراء موضع بالسوق باالمدینة۔"

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں جمعہ کے دن اذان اس وقت دی جاتی جب امام منبر پر بیٹھ جاتے، پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اورلوگ زیادہ ہوگئے تو آپ نے تیسری اذان کا مقام زوراء پر اضافہ فرمایااورابوعبداللہ نے کہا کہ زوراء بازار مدینہ میں ایک جگہ کا نام ہے"۔

اس حدیث شریف کوصاحب مشکوٰۃ المصابیح حضرت علامہ مولانا الشیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی نے بھی مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۳ پر نقل فرمایا ہے۔اورصحیح ابوداؤد شریف جلداول ص ۱۷۱ میں یہی حدیث شریف اس طرح مروی ہے:

"عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد و ابی بکر و عمر۔"

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اورسیدنا حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جمعہ کے دن منبر پر جلوس فرماتے تو آمنے سامنے بیرون مسجد دروازہ پر اذان پکاری جاتی تھی۔

مطلب: اوپر بیان کردہ احادیث اورفقہاء کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام اورحضرت ابوبکرصدیق وعمرفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں ایک ہی اذان ہوتی تھی جو اس وقت دی جاتی تھی جب خطیب منبر پر بیٹھ جاتا اور وہ بھی

مسجد کے باہر دروازہ پر۔ کیونکہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ مذکور نہیں جو اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ اذان مسجد میں ہوتی تھی۔ اب ترتیب اذان اس طرح رائج ہے:

(۱) **پہلی اذان:** جس کا اضافہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس کو اذان ثانی اور اذان ثالث سے بھی تعبیر کی گئی ہے۔ کیونکہ اقامت پر اذان کا اطلاق ہوتا ہے جس کا بیان آگے آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲) **دوسری اذان:** جو خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے وقت اس کے مقابل مسجد سے باہر دروازۂ مسجد پر دی جاتی ہے۔ یہ اذان سرکار کے زمانہ میں پہلی اذان تھی۔

(۳) **اقامت:** کیونکہ اقامت بھی اذان ہی کی طرح ہے اس لئے اسے اذان سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ (امجدی)

فتح القدیر جلد اول باب الاذان، ص ۲۱۵ محقق علی الاطلاق الامام العلامۃ الشیخ کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید بن مسعود سیواسی ثم اسکندری المعروف بابن الہمام الحنفی المتوفی ۸۶۱ھ فرماتے ہیں:

"اما الاذان فعلی المئذنة فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوا لا یوذن فی المسجد اھ"

یعنی اذان اذان خانہ پر ہو اور اگر اذان خانہ نہ ہو تو مسجد کے باہر ہو۔ اور فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد کے ندر اذان نہ کہی جائے۔

اور اسی کتاب مستطاب کے باب الجمعہ، ص ۲۹ پر ہے:

"وھو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراھة الاذان فی داخلہ الخ"

اور بدائع الصنائع ص ۱۴۹ پر حضرت العلامۃ سیدنا علاء الدین ابی بکر ابن مسعود الکاسانی الحنفی الملقب بملک العلماء المتوفی ۵۸۷ھ فرماتے ہیں:

و لھذا کان الافضل ان یوذن فی موضع یکون اسمع

للجیران کالمأذنۃ و نحوھا۔"

ترجمہ: اور اسی لئے بہتر یہ ہے کہ اذان ایسی جگہ دی جائے جہاں سے اذان لوگوں کو خوب سنائی دے جیسے اذان خانہ (مینارہ) وغیرہ"۔

اور اسی کے ص ۱۵۲ پر ہے:

"و الصحیح قول العامۃ لما روی عن السائب بن یزید انہ قال کان الاذان یوم الجمعۃ علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی عھد ابی بکر و عمر رضی اللہ عنھما اذاناً واحدا حین یجلس الامام علی المنبر فلما کانت خلافۃ عثمان رضی اللہ عنہ و کثر الناس امر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالاذان الثانی علی الزوراء و ھی المنارۃ و قیل اسم موضع بالمدینۃ۔"

ترجمہ: اور صحیح عام (جمہور) علماء کا قول ہے جیسا کہ حضرت سائب ابن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد مبارک میں ایک ہی اذان ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا۔ تو جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت آیا اور لوگوں کی کثرت ہوگئی تو آپ نے دوسری اذن کا حکم دیا جو مقام زوراء پر دی جاتی۔ زوراء ایک مینارہ یا مدینہ منورہ میں ایک جگہ کا نام ہے۔

اور ردالمحتار ص ۲۸۳ پر حضرت علامہ شیخ فقیہ عصر وحید دہر محمد امین شہیر بابن عابدین فرماتے ہیں:

"فی القینۃ و یسن الاذان فی موضع عال و الاقامۃ علی الارض وفی اذان المغرب اختلاف المشائخ و الظاھر انہ یسن المکان العالی فی المغفرب ایضاً

کما سیاتی و فی السراج و ینبغی للمؤذن ان یوذن فی موضع یکون اسمع للجیران و یرفع صوته و لا یجهد نفسه لانه یتضرر اه۔" بحر

ترجمہ: قنیہ میں ہے کہ اذان بلند جگہ پر اور اقامت زمین پر کہنا سنت ہے۔ اور مغرب کی اذان کے بارے میں مشائخ کا اختلاف ہے اور ظاہر یہی کہ مغرب میں بھی بلند جگہ اذان کہنا سنت ہے جیسا کہ اس کا بیان عنقریب آئے گا۔ اور سراج میں ہے کہ مؤذن کے لئے مناسب یہ ہے کہ ایسی جگہ اذان دے کہ لوگ خوب اچھی طرح سنیں اور (اذان میں) آواز بلند کرے اور اپنے اوپر زیادہ زور نہ لگائے کہ یہ نقصان دہ ہے۔

اور اسی میں ہے:

"و لم تکن فی زمنة رسول الله صلى الله عليه وسلم مئذنة "بحر۔ قلت و فی شرح الشیخ اسمٰعیل عن الاوائل للسیوطی ان اول من رقی المنارة مصر للاذان شرجیل ابن عامر مرادی و بنی سلمة المنابر للاذان بامر معاویة و لم تکن قبل ذلك وقال ابن سعد بالسند الی ام زید ابن ثابت کان بیتی اطول بیت حول المسجد فکان البلال یؤذن۔"

ترجمہ: حضور پر نور ﷺ کے زمانہ اقدس میں اذان خانہ نہ تھا۔ اور شیخ اسماعیل کی شرح میں امام سیوطی علیہ الرحمہ کے "اوائل" سے منقول ہے" اور جو شخص سب سے پہلے مصر کے مینارہ پر اذان کے لئے چڑھا وہ شرجیل ابن عامر مرادی ہیں۔ اور سلمہ نے حضرت معاویہ کے حکم سے اذان خانے بنائے اور اس سے پہلے اذان خانہ نہ تھا۔ اور ابن سعد نے سند کے ساتھ ام زید بن ثابت تک

بیان کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت زید کی ماں فرماتی ہیں کہ مسجد کے آس پاس کے گھروں میں میرا گھر سب سے بلند تھا، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع میں اذان کے وقت اسی کے اوپر اذان کہتے تھے یہاں تک کہ سرکار ابد قرار ﷺ اپنی مسجد بنوائی، پھر اسی مسجد کے اوپر اذان ہونے لگی اور اس کے لئے اس کے اوپر کوئی چیز بلند کر دی گئی تھی۔

اور حاشیہ ہدایہ ص ۲۷ پر ہے:

وروی ابن عمر و عن ابی بردۃ الاسلمی قال من السنۃ الاذان فی المنارۃ والاقامۃ فی المسجد۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ منارہ پر اذان دینا سنت ہے اور اقامت مسجد کے اندر"

اور اسی کے حاشیہ پر ہے:

وروی غیرہ ان الاذان فی زمنہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کان علی اسطوانۃ فی دار عبد اللہ بن عمر التی فی قبلۃ المسجد قال ابن زھالۃ حدثنی محمد ابن اسماعیل وغیرہ قال کان فی دار عبد اللہ بن عمر اسطوانۃ فی قبلۃ المسجد یؤذن علیھا بلال یرقی علیھا۔

اور شرح وقایہ کے حاشیہ ص ۲۰۲ پر ہے کہ:

وفی کتاب المدخل لابن الحاج محمد المالکی السنۃ فی اذان الجمعۃ اذا صعد الامام علی المنبر ان یکون المؤذن علی المنار کذلك کان فی عھد النبی ﷺ و ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما ثم زاد عثمان اذانا آخر بالزوراء وابقی الاذان الذی کان علی عھد النبی ﷺ علی

المنار و الخطیب علی المنبر اذذاك۔

ترجمہ: ابن حاج مالکی کی کتاب مدخل میں ہے کہ جمعہ کی اذان سنت جب امام منبر پر آجائے یہ ہے کہ مؤذن منارہ پر ہو۔ اور ایسا ہی نبی کریم ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں تھا۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مقام زوراء پر ایک دوسری اذان کا اضافہ فرمایا (جواب پہلی اذان ہے) اور حضور ﷺ کے زمانہ میں منارہ پر خطیب کے منبر پر ہوتے وقت ہونے والی روایت اذان کو برقرار (جواب اذان ثانی کہلاتی ہے)

اور حاشیہ مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۳۸ پر مذکور ہے:

وعند الطبرانی کان یؤذن بلال علی باب المسجد علیٰ عھد رسول اللہ و ابی بکر و عمر فلما کان عثمان ای خلیفۃ و کثر الناس زاد النداء الثالث ۔ ولابن خزیمۃ فامر عثمان بالاذان الاول۔ ولا منافاۃ بینھما لانہ باعتبار کونہ مزیدا یسمیٰ ثالثا و باعتبار کونہ مقدما یسمیٰ اولا ۔

ترجمہ: اور طبرانی کے نزدیک حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور پرنور ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے عہد مبارک میں مسجد کے دروازہ پر اذان پکارتے تھے۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا اور لوگ زیادہ ہوگئے تو تیسری اذان بڑھادی۔ اور صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلی اذان کا حکم فرمایا اور ایک ہی اذان کو تیسری اور پہلی کہنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس (اذان) کو اذان واقامت پر زیادہ ہونے کے اعتبار سے تیسری اذان کہا جاتا ہے اور پہلے ہونے کے اعتبار لحاظ سے پہلی کہا جاتا ہے۔

ابوداؤد شریف ج ا باب الاذان فوق المنارۃ ص ۹۳ پر ہے:

عن عروة بن الزبير عن امرأة من بني نجار قالت كان بيتي من اطول بيت كان حول المسجد فكان بلال يؤذن عليه الفجر.

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر سے مروی کہ بنی نجار کی ایک عورت نے بتایا کہ مسجد کے ارد گرد گھروں میں میرا گھر سب سے اونچا تھا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اسی پر فجر کی اذان دیتے تھے۔

اور عالمگیری ج ا ص ۲۹ پر ہے:

وينبغي ان يؤذن على المئذنة في موضع عال يكون اسمع لجيرانه ويرفع صوته ولا يجهد نفسه كذا في البحر الرائق.

ترجمہ: اذان خانہ پر اذان کہنا مناسب ہے یا مسجد کے باہر لیکن مسجد میں اذان نہ کہے۔ فتاوی قاضی خان میں یونہی مذکور ہے۔ اور سنت کسی بلند جگہ پر اذان کہنا ہے، جہاں سے اس کے پڑوسی بخوبی سن سکیں اور موذن اپنی آواز بلند کرے اور اپنے نفس پر مشقت نہ ڈالے (طاقت سے زیادہ آواز بلند کر کے) بحر الرائق میں ایسا ہی لکھا ہے۔

خلاصہ: مذکورہ بالا تفاسیر واحادیث اور اقوال ائمہ کی روشنی میں خوب خوب واضح اور ظاہر ہو گیا کہ خطبہ کی اذان مسجد سے باہر دروازہ پر اور پانچوں وقت کی اذان منارہ پر ہو۔ منارہ نہ ہو تو مسجد سے باہر کسی بلند جگہ پر ہو اس کے لئے جہت متعین نہیں۔ ہاں جس طرف مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہو اس طرف سے اذان دینا مناسب ہے کہ فقہ کی نظر میں یہی زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

□□□

اقامت کا بیان

۹۲/۸۶ء

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد!

الجواب بعون الملک الوھاب ومنہ ھدایۃ الحق و الصواب

امام ومقتدی دونوں بوقت اقامت بیٹھے بیٹھے تکبیر سنیں اگر کوئی شخص ایسے وقت میں مسجد میں آئے کہ تکبیر ہورہی ہوفوراً بیٹھ جائے اور سب کے سب حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔ کھڑے کھڑے اقامت کا انتظار کرنا اور تکبیر سننا مکروہ ہے۔ دلائل وبراہین ملاحظہ ہوں۔

متبحر علمائے کبار وفقہائے نامدار وعلمائے ذی وقار کی ایک عظیم، مہتم بالشان جماعت کی ترتیب دادہ اور تالیف کردہ کتاب مستطاب فتاویٰ ہندیہ معروف بفتاویٰ عالمگیری کے صفحہ ۲۹ ج ا پر مسطور ومذکور ہے:

اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائماً ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح کذا فی المضمرات۔ ان کان المؤذن غیر الامام و کان القوم مع الا مام فی المسجد فانہ یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا

الثلاثة و هو الصحيح فا ما اذا كان الامام خارج المسجد فان دخل المسجد من قبل الصفوف فكلما جاوز صفاقام ذلك الصف واليه مال شمس الائمة الحلواني والسرخسي و شيخ الاسلام خواهر زاده .و ان كان الامام دخل المسجد من قدامهم يقومون كمارأ وا الامام وان كان المؤذن والامام واحداًفان اقام في المسجد فالقوم لايقومون مالم يفرغ عن الاقامة وان اقام خارج المسجد فمشا ئخنا اتفقوا على انهم لا يقومون مالم يدخل الامام المسجد .انتهى

ترجمہ: جب کوئی شخص اقامت کے وقت (مسجد) آئے تو اسے کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے ۔ پھر مؤذن جب حی علی الفلاح کہے تو کھڑا ہو۔ یہی مضمرات میں ہے۔

(۱) اگر مؤذن امام کے سوا کوئی اور ہو اور نمازی مع امام کے مسجد کے اندر ہوں تو مؤذن جس وقت اقامت میں حی علی الفلاح کہے اسی وقت ہمارے تینوں علماء کے نزدیک امام اور سارے نمازی کھڑے ہوں یہی صحیح ہے۔

(۲) اور امام مسجد سے باہر ہوں تو اگر صفوں کی جانب سے مسجد میں داخل ہوں تو جس صف سے وہ گزریں وہ صف کھڑی ہو جائے۔ اور اسی طرف شمس الائمہ حلوائی اور سرخسی اور شیخ الاسلام خواہر زادہ کا رجحان ہے۔

(۳) اور اگر امام مسجد میں نمازیوں کے سامنے سے آئیں تو امام کو دیکھتے ہی سب کے سب کھڑے ہو جائیں۔

(۴) اور اگر مؤذن اور امام ایک ہو تو اگر وہ اقامت مسجد کے اندر کہے تو جب تک اقامت سے فارغ نہ ہوئے تب تک نمازی کھڑے نہ ہوں۔

(۵) اور اگر وہ مسجد سے باہر اقامت کہے تو ہمارے مشائخ کا اس پر اتفاق ہے کہ جب تک امام مسجد میں داخل نہ ہوں، نمازی کھڑے نہ ہوں۔ انتہی

حضرت علامہ شیخ علاء الدین محمد بن علی حصکفی متوفی عاشر شوال ۱۰۸۸ھ اور علامہ سید محمد امین شہیر بابن عابدین متوفی ۱۲۵۳ھ دونوں حضرات اپنی اپنی کتاب در المختار اور ردالمختار کے ج ا ص ۲۹۵ پر ارشاد فرماتے ہیں:

دخل المسجد و المؤذن یقیم قعد الی قیام الامام فی مصلاۃ و یکرہ لہ الا نتظار قائما و لکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح۔

ترجمہ: کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا اس وقت کہ مؤذن اقامت کہہ رہا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا رہے امام کے اپنے مصلّی پر کھڑے ہونے تک اور اس کے لئے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے جب مؤذن حی علی الفلاح پر پہنچے تو کھڑا ہو۔

پھر علامہ نبیہہ فہامہ شیخ علاء الدین حنفی حصکفی درمختار کے ج ا ص ۳۵۴ پر رقمطراز ہیں:

والقیام لا ما م و مؤتم حین قیل حی علی الفلاح خلافا لزفر فعندہ عند حی علی الصلاۃ۔

ترجمہ: امام و مقتدی دونوں کو کھڑا ہونا چاہیئے جس وقت حی علی الفلاح کہا جائے زفر رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں خلاف ہے ان کے نزدیک حی علی الصلاۃ پر کھڑا ہونا چاہیئے۔

اور اسی کے تحت علامہ شامی محمد امین معروف بابن عابدین وحید دہر، فرید عصر ردالمختار میں تحریر فرماتے ہیں:

قولہ حین قیل حی علی الفلاح کذا فی الکنز و نو ر الایضاح ولاصلاح والظھیر یۃ والبد ا ئع و غیر ھا

والذی فی الدرر متناً و شرحاً عند الحیعلة الا ولیٰ یعنی حین یقال حی علی الصلاۃ اہ۔ و عزاہ الشیخ اسمٰعیل فی شرحہ الیٰ عیون المذاھب والفیض والوقایة و النقایة والحاوی والمختار اہ۔ قلت وا عتمدہ فی متن الملتقیٰ و حکی الاول بقیل لکن نقل ابن الکمال تصحیح الاول و نص عبارتہ قال فی الذخیرة یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلاثة وقال الحسن ابن زیاد و زفر اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ قاموا الی الصف واذا قال مرة ثانیة کبروا ولصحیح قول علمائنا الثلاثة اہ۔

یعنی کنز اور نور الایضاح اور اصلاح اور ظہیریہ اور بدائع اور اس کے علاوہ دوسری کتابوں میں ہے کہ حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا چاہیے۔ اور درر میں متناً وشرحاً حی علی الصلاہ پر کھڑا ہونا مذکور ہے۔ اور شیخ اسمٰعیل نے اس کو عیون المذاہب اور فیض اور وقایہ اور نقایہ اور حاوی اور مختار کی طرف کی منسوب کیا ہے۔ اور علامہ شامی فرماتے ہیں کہ ملتقیٰ کی متن میں اسی پر اعتماد کیا ہے۔ اول کی حکایت قیل سے کی ہے لیکن ابن کمال نے اول یعنی حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کی تصحیح فرمائی ہے اور اپنی عبارت کی تصریح کی کہ ذخیرہ میں کہا ہے کہ جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو امام اور قوم کھڑے ہوں۔ یہ ہمارے تینوں امام امام اعظم اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک ہے۔ اور حسن ابن زیاد اور زفر نے کہا ہے کہ جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ پہلی مرتبہ کہے تو سب صف میں کھڑے ہو جائیں اور جب دوسری مرتبہ کہے تو تکبیر تحریمہ کہیں، لیکن ہمارے تینوں امام کا قول صحیح ہے یعنی حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا۔

عالم نبیل شیخ حسن ابن عمار ابن علی شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ کی نور الایضاح مع مراقی الفلاح میں ہے:

من الادب (القیام) ای قیام القوم والامام ان کان حاضراً بقرب المحراب (حین قیل) ای وقت قول المقیم (حی علی الفلاح) لانه امر به فیجاب ان لم یکن حاضراً یقوم کل صف حین ینتهی الیه الامام فی الا ظهر۔

یعنی آداب نماز سے ہے کہ اگر امام حاضر ہوں محراب کے پاس تو جب مقیم حی علی الفلاح کہے اس وقت امام اور مقتدی دونوں کو کھڑا ہونا چاہیئے۔ اس لئے مقیم نے اپنے قول میں کھڑے ہونے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا اس کا جواب کھڑے ہو کر دینا چاہیئے اور اگر امام حاضر نہ ہوں تو امام کے پہنچنے پر کھڑا ہونا چاہیئے۔

اور حاشیہ علی مراقی الفلاح ص ۲۲۵ پر (یقوم کل صف) کے تحت حضرت علامہ سید احمد ابن محمد اسمٰعیل طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ فرماتے ہیں:

وفی عبارة بعضهم فکلما جاوز صفاقام ذالك الصف اهوان دخل من قد امهم قامو احین رأوه واذا اخذا لمؤذن فی الاقامة ودخل رجل المسجد فانه یقعد ولا ینتظر قا ئما فا نه مکروه کما فی المضمرات قهستانی ویفهم منه کراهة القیام ابتداء الاقامة والناس عنه خافلون۔

بعض کی فقہا کہ عبارت میں ہے جس صف امام گزرے وہ صف کھڑی ہو جائے اور اگر امام ان کے سامنے مسجد میں داخل ہو تو سب کے سب کھڑے ہو جائیں۔ جس وقت ان کو دیکھیں اور جب مؤذن اقامت شروع کرے اور مسجد کوئی اس

وقت کا خل ہوتو بیٹھ جائے اور کھڑے ہو را نتظار نہ کرے کیونکہ یہ مکروہ ہے کما فی المضر ات قہستانی اور اس سے ابتدائے اقامت میں قیام کی کراہت سمجھی جاتی ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔

اور حضرت ملک العلماء ابو بکر ابن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ اپنی کتاب مستطاب معتبر ومستند بدائع الصنائع ج ۱ ص ۲۰۰ پر ذکر فرماتے ہیں:

الجملة فیه ان المؤذن اذا قال حی علی الفلاح فان کان الا مام معهم فی المسجد یستحب للقوم ان یقوموا فی الصف و عندزفر والحسن ابن زیاد یقومون عند قوله قد قامت الصلوٰة فی المرة الا ولیٰ و یکبرون عند الثانیة لان المنبئی عن القیام قوله قد قا مت الصلوٰة لاقوله حی علی الفلاح ولنا ان قوله حی علی الفلاح دعاء الی ما به فلاحهم وامر بالمسا رعة الیه فلا بد من الاجابة الی ذالك ولن تحصل الاجابة الا بالفعل وهو القیام الیها فکان ینبغی ان یقومو ا عند قوله حی علی الصلاة لما ذ کرنا غیر انا نمنعهم عن القیام کیلا یلغو قوله حی علی الفلاح لا ن من و جدت منه المبادرة الی شیئی فد عائه الیه بعد تحصیله ایاه لغو من الکلام اما قوله ان المنبئی عن القیام قوله قد قامت الصلوٰة فنقول قوله قد قامت الصلوٰة تنبئی عن قیام الصلوٰة لاعن القیام الیها۔

اس کا مطلب یہ ہے ک اگر امام نمازیوں کے ساتھ مسجدوں میں ہوں تو لوگوں کا صف میں کھڑا ہونا اس وقت مستحب ہے جس وقت مؤذن حی علی الفلاح کہے اور

زفر اور حسن ابن زیاد کے نزدیک کھڑے ہوں جس وقت مؤذن پہلی مرتبہ قدقا مت الصلوٰۃ کہے اور تکبیر کہیں جب دوبارہ قد قامت الصلوٰۃ کہے اس لئے کہ اس کا قول قد قامت الصلوٰۃ قیام کی خبر دیتا ہے نہ اس کا قول حی علی الفلاح اور ہماری دلیل یہ ہے کہ ان کا قول حی علی الفلاح بلانا ہے ایسی چیز کی طرف جس چیز میں ان سب کی فلاح ہے اور اس کی طرف جلدی کرنے کا امر ہے تو ضروری ہوا اس کا جواب دینا اور جواب دینا بلا قیام الی الصلوٰۃ حاصل نہ ہوگا تو مناسب تھا کہ لوگ اس کے قول حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہوں، اس دلیل سے جو ہم نے ذکر کیا لیکن ہم ان کو بھی کھڑے ہونے سے توکتے ہیں تاکہ اس کا قول حی علی الفلاح لغو قرار نہ پائے اس لئے کہ جس شخص سے کسی چیز کا کر لینا پالیا گیا ہو پھر اس شخص کو اسی چیز کی حاصل کرنے کی طرف بلانا ایک نے کارسی بات ہوگی امام زفر کا قول کہ قد قامت الصلوٰۃ قیام کی خبر دیتا ہے تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ قد قامت الصلوٰۃ قیام صلاۃ کی خبر دیتا ہے نہ قیام الی الصلوٰۃ کی۔

اور حضرت علامہ ابوالبرکات عبداللہ ابن احمد نسفی متوفی ۷۱۰ھ اپنی کتاب کنز الدقائق کے (ص ۳۲) پر ارشاد فرمایا:

والقیام حین قیل حی علی الفلاح"

ترجمہ: کھڑا ہونا اس وقت ہے جب حی علی الفلاح کہا جائے۔

اسی کے تحت بین السطور میں ہے"لانہ امر بہ فیستحب المسارعۃ الیہ۔

صدر الشریعہ حضرت عبید اللہ ابن مسعود شرح الوقایہ جلد اول (ج۱ ص۱۳۶) باب الاذان میں تحریر فرمایا ہے:

"ویقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ"

امام ومقتدی کھڑے ہوں حی علی الصلوٰۃ کے وقت

اسی کے حاشیہ عمد الرعایہ میں ہے:

قولہ ویقوم الامام ای من مواضعھم الی الصف وفیہ اشارۃ الی انہ اذا دخل المسجد یکرہ لہ انتظار الصلاۃ قائما بل یجلس فی موضع ثم یقوم عند حی علی الفلاح وبہ صرح فی جامع المضمرات۔

یعنی امام اور قوم اپنی اپنی جگہ سے صف میں شامل ہونے کے لئے کھڑے ہوں اور اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ کوئی جب مسجد میں داخل ہو تو اس کے لئے نماز کا انتظار کرنا کھڑے ہو کر مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے کسی جگہ میں پھر حی علی الفلاح پر کھڑا ہو یہی جامع المضمرات میں مصرح ہے۔

اور قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ متوفی ۱۲۲۵ھ اپنی کتاب مالا بد منہ کے (ص ۱۳) پر رقم طراز ہیں:

طریق خوانند نماز بروجہ سنت آنست کہ اذان گفتہ شود و اقامت و نزد حی علی الصلوٰۃ امام برخیزد۔

ترجمہ: نماز پڑھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان و اقامت کہی جائے اور حی علی الصلوٰۃ کے وقت امام کھڑا ہو اور اس کے حاشیہ میں ہے مقتدیوں کو بھی اسی وقت کھڑا ہونا چاہیئے۔

اب تک عظیم المرتبت رفیع الدرجت علمائے کرام فقہائے عظام کی فقہی عبارتوں سے قلب وجگر سے منور و مجلی کر رہے تھے اب چلئے احادیث کریمہ کی زیارت سے نور و سرور حاصل کر کے آنکھیں ٹھنڈی کریں۔

امام بخاری حضرت ابوعبداللہ محمد ابن اسمٰعیل امیر المؤمنین فی الحدیث راس المحدثین فی القدیم والحدیث متوفی ۲۵۶ھ بخاری شریف جلد اول ص (۸۸) جز ثالث میں حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قال رسول اللہ ﷺ اذا اقیمت الصلاۃ فلا تقوموا حتیٰ ترونی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب نماز کی اقامت کہی جائے تو کھڑے نہ ہو تاوقتیکہ کے مجھے دیکھ نہ لو۔

اور حضرت علامہ بدرالدین محمود عینی شارح بخاری متوفی ۸۵۵ھ اسی حدیث شریف کے تحت عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جزء خامس (ص ۲۵۴) پر امام اعظم و امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا قول نقل فرمایا ہے:

و قال ابو حنیفۃ و محمد یقومون فی الصف اذا قال حی علی الصلوٰۃ۔

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد رشید حضرت امام محمد نے فرمایا کہ جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہے تو سارے نمازی صف میں کھڑے ہو جائیں۔

اور مسلم شریف جلد اول ص ۲۲۰ میں امام مسلم ابن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ سے مروی ہے:

قال رسول اللہ ﷺ اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتیٰ ترونی۔

اسی حدیث کی شرح فرماتے ہوئے شارح مسلم شریف حضرت علامہ شیخ ابوزکریا محی الدین یحیٰ ابن شرف شہیر بنوی شافعی متوفی ۶۷۶ھ اپنی شرح نووی میں فرماتے ہیں:

و اختلف العلماء من السلف فمن بعدھم متی یقوم الناس للصلوٰۃ و متی یکبر الامام فمذھب الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ و طائفۃ انہ یستحب ان لایقوم احد حتی یفرغ المؤذن من الاقامۃ و نقل القاضی عیاض عن مالک رحمھما اللہ تعالیٰ و عامۃ العلماء انہ یستحب ان یقوموا اذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ و کان انس رحمہ

الله تعالیٰ یقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ وبه قال الا حمد رحمه الله تعالیٰ و قال ابو حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه و الکو فیون یقومون فی الصف اذا قال حی علی الصلوٰۃ فا ذا قال قد قا مت الصلوٰۃ کبر الامام و قال جمهو ر العلماء من السلف و الخلف لا یکبر الا مام حتی یفر غ المؤذن من الا قامة ۔

علماء سلف وخلف کا اختلاف رہا کہ نماز کے واسطے لوگ کب کھڑے ہوں اور امام کب تکبیر کہے تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ اور ایک گروہ کا مسلک کہ مستحب یہ ہے کہ کوئی بھی کھڑا نہ ہو جب تک کہ مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہولے اور حضرت قاضی عیاض حضرت مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اور عام علماء (مالکی) سے نقل فرمایا ہے کہ کھڑا ہونا مستحب اس وقت ہے جس وقت مؤذن اقامت شروع کرے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوتے تھے جب مؤذن قدقامت الصلوٰۃ کہتا اور یہی حضرت امام احمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علمائے کوفہ نے فرمایا کہ جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہے اس وقت صف میں سب کھڑے ہوجائیں۔ پھر جب قدقامت الصلوٰۃ کہے تو امام تکبیر کہے اور جمہور علمائے سلف وخلف نے کہا کہ امام تکبیر نہ کہے تاوقتیکہ مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہولے۔

اور ترمذی شریف باب کراھیة ان ینتظر الناس الا مام و هم قیام عند افتتا ح الصلوٰۃ (ج ا ص ۷۶) میں حضرت علامہ ابوعیسیٰ ابن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ حضرت سیدنا ابوقتادہ سے روایت کی:

قال رسول الله ﷺ اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقو موا حری ترونی خرجت۔

اس حدیث شریف کے تحت ابوعیسیٰ نے فرمایا:

حدیث ابی قتادة حدیث حسن صحیح وقد کرہ قوم من اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ و سلم وغیرهم ان ینظر الناس الامام وهم قیام وقال بعضهم اذا کان الامام فی المسجد وا قیمت الصلوٰة فا نما یقو مون اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰة قد قامت الصلوٰة وهو قول ابن المبارك ۔

یعنی صاحب ترمذی حضرت ابوعیسیٰ نے فرمایا کہ حضرت ابوقتادہ کی حدیث حسن صحیح ہے اور اہل علم صحابہ کرام کی ایک جماعت ان کے علاوہ دیگر حضرات نے (بوقت اقامت) کھڑے ہوکر امام کے انتظار کو مکروہ خیال فرمایا ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ امام مسجد میں ہوں اور نماز کی اقامت کہی جائے تو سب کے سب کھڑے ہوں۔ جس وقت مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہے اور یہی حضرت ابن مبارک کا قول ہے۔

اور اسی کے حاشیہ میں فلاتقو مواحتی ترونی خرجت کے ذیل میں محشی نے لکھا ہے:

قال الشیخ فی اللمعات قال الفقهاء یقومون عند قوله حی علی الصلوٰة۔

یعنی حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب مستطاب لمعات شریف میں ارشاد فرمایا کہ فقہائے کرام نے فرمایا ہے حی علی الصلوٰۃ پر لوگ کھڑے ہوں۔

ابوداؤد شریف (ج ا ص ۹۶) میں حدیث ابوقتادہ ایوب اور حجاج صواف سے بھی مروی ہے:

عن عبد الله ابن ابی قتادة عن ابیه عن النبی ﷺ قال اذا ا قیمت الصلوٰة فلا تقومو احتی ترونی قال ابو داؤد و هٰکذا رواه ایوب و حجاج الصواف عن یحیٰ و حشام الد

ستوائی۔

اور یہی حدیث شریف سنن نسائی (ج ا ص ۱۱۱) اور مشکوٰۃ شریف ج ا ص ۶۴) میں اور صحیح البہاری (ص ۳۰۳) میں مذکور ہے اس حدیث کی شرح میں راس المفسرین امام المحدثین علامہ علی بن سلطان محمد قاری رحمہ الباری اپنی کتاب مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جزءاول کے (ص ۴۱۹) پر فرماتے ہیں:

(حتی ترونی)ای فی المسجد لان القیام قبل مجئی الامام تعج بلا فائدۃ کذا قالہ بعضھم و لعلہ علیہ السلام کان یخرج من الحجرۃ بعد شروع المؤذن فی الاقامۃ ویدخل فی محراب المسجد عند قولہ حی علی الصلوٰۃ ولذا قال ائمتنا و یقوم الا مام و القوم عند حی علی الصلوٰۃ و یشرع عند قد قامت الصلوٰۃ و قال ابن حجر و کان ﷺ یخرج عند جراغ المقیم من اقا مۃ فامرھم با لقیام حینئذٍ لا نہ وقت الحا جۃ الیہ و لھٰذا قال اصحا بنا السنۃ ان لا یقوم الما موم حتی یفرغ المقیم من جمیع اقامۃ۔

یعنی جب مؤذن اقامت کہے تو نماز کے لئے کھڑا نہ ہوتا وقتیکہ مجھے مسجد میں دیکھ نہ لو اس لئے کہ امام کے آنے سے پہلے کھڑا ہونا بے فائدہ مشقت میں پڑنا ہے اسی طرح بعض لوگوں نے کہا ہے امید، کہ حضور علیہ السلام مؤذن کے اقامت شروع کرنے کے بعد حجرے سے تشریف لاتے رہے ہوں اور محراب مسجد میں اس کے قول حی علی الصلوٰۃ کے وقت جلوہ گر ہوتے رہے ہوں۔اس لئے ہمارے اماموں نے فرمایا کہ امام اور قوم حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہوں اور قد قامت الصلوٰۃ کے وقت شروع کردے اور ابن حجر نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام مقیم کے

اقامت سے فراغت کے وقت نکلتے تھے تو ان کو کھڑے ہونے کا اس وقت حکم فرمایا اس لئے کہ یہی اس کی ضرورت کا وقت ہے اس لئے ہمارے اصحاب نے کہا سنت یہ ہے کہ مقتدی کھڑے نہ ہوں جب تک کہ مقیم اپنے جمیع اقامت سے فراغت حاصل نہ کرلے۔

مخزن برکات ینبوع کرامات برکت مصطفی عارف باللہ قدوۃ المحدثین حامل لواء الحق والدین علامہ شیخ محقق شاہ امام عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۹۵۸ھ رضی اللہ عنہ اشعۃ اللمعات (ج ا ص ۳۲۱) میں فرماتے ہیں:

فقہا گفتہ اند مذہب آنست کہ نزد حی علی الصلوٰۃ باید بر خاست و شاید کہ بروں آمدن آن حضرت دریں وقت می بود۔

یعنی فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ مذہب یہ ہے کہ حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور ہوسکتا ہے کہ آں حضرت ﷺ کا اسی وقت میں تشریف لانا ہوتا رہا ہو۔

اور (ص ۳۰۸) فرماتے ہیں:

در فقہ مذکور است کہ تا چوں حی علی الصلوٰۃ گوید باید بر خاست شاید کہ آں حضرت نیز دریں وقت بروں می آمدند"

فقہ میں مذکور ہے کہ جس وقت مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہے اس وقت کھڑا ہونا چاہیئے ہو سکتا ہے کہ آں حضرت ﷺ کی تشریف آوری اسی وقت میں ہوتی رہی ہو۔

محرر مذہب حضرت سیدنا امام محمد متوفی ۱۸۹ھ شاگرد رشید سیدنا امام اعظم علیہما الرحمۃ مؤطا شریف (ص ۸۸) باب تسویۃ الصف میں مفتیٰ وفتویٰ سے آگہی بخشتے ہیں:

قال محمد ينبغي للقوم اذا قال المؤذن حي على الفلاح ان يقوموا الى الصلوٰة فيصفوا و يسووا الصفوف و يحاذوا بين المناكب فاذا اقام المؤذن الصلوٰة كبر الامام

وھو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ: امام محمد نے فرمایا کہ جب مؤذن حی علی الفلاح کہے اس وقت لوگوں کو نماز کی طرف کھڑا ہونا چاہیئے پھر صف بصف ہوکر صفیں سیدھیں کریں اور کندھوں سے کندھا ملالیں پھر جب مؤذن نماز کی اقامت کہہ چکے تو امام تکبیر کہے یہی قول امام الائمہ سراج الائمہ کشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ متوفی ۱۵۰ھ کا ہے۔

اوراسی کے حاشیہ میں ہے:

وقال ابو حنیفۃ واصحابہ اذا لم یکن معھم الامام فی المسجد فانھم لایقومون حتی یروا الامام لحدیث ابی قتادۃ عن النبی ﷺ اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی ترونی وھو قول الشافعی و داؤد واذا کان معھم فانھم یقومون اذا قال حی علی الفلاح انتھی ملخصاً

امام اعظم اور آپ کے اصحاب نے فرمایا کہ مسجد کے اندر نمازیوں کے ساتھ امام موجود نہ ہوں تو نہ کھڑے ہوں حتیٰ کو امام کو دیکھ لیں ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی وجہ سے جو مروی ہے رسول ﷺ سے کہ جس وقت اقامت کہی جائے تو مجھے دیکھ لینے تک کھڑے نہ ہوں یہی قول حضرت امام شافعی اور داؤد کا ہے اور ان کے ساتھ جب امام حاضر ہوں تو اس وقت کھڑے ہوں جس وقت مؤذن حی علی الفلاح کہے۔ انتہی ملخصاً

ان احادیث کریمہ اور شروح متبرکہ اور جلیل القدر عظیم الشان تبحر فقہائے کرام اور علمائے عظام کی کتب فقہیہ معتبرہ مشہورہ اور ان کے مستندہ متداولہ فتاوائے مبارکہ سے سلف وخلف کا مسلک و مذہب آفتاب نیمروز کی طرف خوب روشن ومنور واضح وابین ہوگیا کہ وقت اقامت امام اور مقتدی دونوں کو بیٹھے رہنا چاہیئے اور حی علی الصلوٰۃ پر کما قال بعض یا حی علی الفلاح پر کما

قال الا اکثر فی الاظہر یا قد قامت الصلوٰۃ پر کما قال زفر کھڑا ہونا چاہیئے اور بنظر دلائل و براہین حی علی الفلاح پر ہی کھڑا ہونا بہتر اور راجح تر ہے اس وقت کھڑا ہونا کوئی نیا مسئلہ اور بریلوی کا گڑھا ہوا نہیں ہے بلکہ خیر القرون عہد رسالت مآب ﷺ اور عصر صحابہ کرام و تابعین عظام اور زمانہ ائمہ مجتہدین اور علمائے متقدمین و متاخرین سے اب تک جمہور صحابہ و علماء محدثین و فقہائے مجتہدین امام الائمۃ سراج الائمۃ کشف الغمہ امام اعظم ابو حنیفہ اور انکے شاگرد رشید محرر مذہب حضرت امام محمد و قاضی القضاۃ حضرت امام یوسف اور حضرت امام زفر وغیرہ علامہ شرنبلالی علامہ طحطاوی علامہ شافعی علامہ حصکفی شیخ الاسلام تمرتاشی ملک العلماء کاسانی حضرت ابو البرکات نسفی صدر الشریعہ حضرت عبید اللہ حنفی اور مؤلفین فتاویٰ عالمگیری حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم محدث دھلوی حضرت علامہ مفتی ابو البرکات دھلوی اور شاگرد رشید حضرت ملا جیون شیخ احمد گویا موی مفتی وجیہ الدین گویا موی قاضی عصمۃ اللہ لکھنوی۔ شیخ نظام الدین ٹھٹھوی سندھی مولانا ابو الخیر ٹھٹھوی مولانا جمیل جونپوری قاضی رضی الدین بھاگلپوری وغیرھم کا معمول بہار رہا ہے اور ہے۔

ہاں یقینیات کی منزلیں اور طے کریں فتاویٰ ہندیہ معروف فتاویٰ عالمگیری تالیف و ترتیب اور اس کی تاریخ سے اندازہ لگائیں کہ اس مسئلہ میں علمائے ہند کا کیا موقف رہا ہے۔ سلطان الہند حضرت اورنگ زیب محمد عالمگیر علیہ الرحمۃ کے دور سلطنت میں انہیں کی پیش کش پر ہندوستان بھر کے نامور علماء اور مشہور فقہاء قدوۃ الفضلاء رئیس الفقہا حضرت شیخ نظام برہان پوری کی سربراہی و سرپرستی میں بڑی کاوش و محنت کے ساتھ بے شمار کتب و معتمدہ اور فتاوائے معتبرہ اور اقوال مفتی بہا سے فقہی جواہر پارے اور علمی ذخیرے کمال حزم اور پورے احتیاط کے چھان پھٹک کر جمع کئے تا کہ عالم اسلام کے مطابق عمل پیرا ہے اور بوقت اختلاف اس کی طرف رجوع کرے۔

اس فتاوے کی تدوین کا آغاز ایک ہزار ستہتر ہجری میں ہوا اور تکمیل ایک ہزار پچاسی میں ہوئی۔ بفضلہٖ تعالیٰ پوری دنیا میں اسے قبولیت عامہ کا درجہ ہے شروع فتاویٰ میں اسی

کا حوالہ پیش کیا ہے تا کہ یقین ہو جائے کہ حضرت اورنگ زیب کے زمانے میں بھی سارے علمائے ہند کا اسی پر فتاویٰ تھا کہ بوقت اقامت بیٹھے رہیں اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔ اسی مسئلہ معمول بھا کی تائید وتبیین علمائے بریلی کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۳۴۰ھ (فتاویٰ رضویہ جلد دوم ص ۳۰۴) میں فرماتے ہیں:

> مقتدیوں کو حکم ہے کہ تکبیر بیٹھ کر سنیں۔ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں اور کھڑے کھڑے تکبیر سننا مکروہ ہے۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت مسجد میں آئے کہ تکبیر ہو رہی ہو فوراً بیٹھ جائے اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہو۔ اور اس میں راز مکبر کے اس قول کی مطابقت ہے کہ قد قامت الصلوٰۃ ادھر اس نے حی علی الفلاح کہا۔ کہ آؤ مراد پانے کو جماعت کھڑی ہوئی اس نے کہا قد قامت الصلوٰۃ جماعت قائم ہوگئی۔

اور اسی فتاوے کے ص ۳۳۸ پر فرماتے ہیں:

> جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت کھڑے ہوں کہ اس قول کے مطابق ہو جو اس کے بعد کہے گا کہ قد قامت الصلوٰۃ جماعت کھڑی ہوئی یہاں تک تکبیر ہو رہی ہے اور اس وقت کوئی شخص باہر سے آیا تو یہ خیال نہ کرے کہ چند کلمات رہ گئے ہیں پھر کھڑا ہونا ہوگا بلکہ فوراً بیٹھ جائے اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہو۔ ملخصا

اور فیوض الباری شرح صحیح البخاری ص ۲۹۵ پر علامہ سید محمود احمد رضوی پاکستانی فرماتے ہیں:

> کتب احناف میں ہے کہ اقامت کے وقت جو شخص آئے اور جو لوگ مسجد میں موجود ہوں، انہیں چاہیئے کہ بیٹھے رہیں اس وقت اٹھے جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے۔ ملخصاً

اقول: ناظرین اس کو دیکھ کر کہ کسی کتاب میں حی علی الصلوٰۃ اور کسی میں حی علی الفلاح

پر کھڑا ہونا لکھا کشمکش میں نہ پڑیں کہ کس پر عمل ہو۔اس کی صورت یوں کرے کہ حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کی تیاری کریں اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہو جائیں تا کہ دونوں پر بقدر الامکان عمل ہو جائے۔

اور مرآت شرح مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۴ پر مولینا مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی اشرفی بدایونی ثم پاکستانی لایقوم حتی ترونی کے تحت شرح میں فرماتے ہیں:

> اس زمانے میں طریقہ یہ تھا کہ صحابہ کرام صف بنا کر بیٹھ جاتے۔حضور اپنے حجرے میں رونق افروز ہوتے مکبر کھڑے ہو کر تکبیر شروع کرتا جب حی علی الفلاح پر پہنچتا ہو سرکار حجرے سے باہر تشریف لاتے تو صحابہ کرام کو نظر آتے۔

فقہا فرماتے ہیں کہ نمازی صف میں حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں ان کا ماخز یہ حدیث ہے نیز وہ حدیث جو مشکوٰۃ شریف میں بروایت مسلم بخاری دو تین صفحہ بعد باب المسجد سے کچھ پہلے آرہی ہے۔ یہ رہا علمائے احناف وفقہائے انصاف کا مسلک و مذہب۔مخالفین ومعاندین اور ان کے علماء کو مولانا ثناء اللہ پانی پتی پر بڑا وثوق و اعتماد ہے،ان کا قول بھی ان کی کتاب مالابدمنہ سے نقل کر دیا گیا ہے کہ وقت اقامت بیٹھے رہنے کو نماز کا مسنون طریقہ بتایا ہے۔

اب مانعین کے مایہ ناز دار العلوم دیوبند کے قابل فخر مدرس محشی الا صباح علی نور الایضاح مولوی اعجاز علی دیوبندی علیہ ما علیہ نے دیکھئے اس مسئلہ کے بارے میں حاشیہ نور الایضاح پر کیا وضاحت کی ہے۔ملاحظہ ہو:

> ومن الادب قیام القوم ولاامام ان کان حاضر أبقرب المحراب وقت قول المحراب وقت قول المقیم حی علی الفلاح لان المقیم فی ضمن قوله هذاا مر با لقیام فیجاب۔

ترجمہ:اور ادب یہ ہے کہ کھڑی ہو قوم اور امام بھی اگر ہوں وہ محراب کے قریب

مقیم کے قول حی علی الفلاح کے وقت اس لئے کہ مقیم نے اپنے اس قول کے ضمن میں قیام کا حکم دیا ہے تو اس کا جواب (اسی وقت) کھڑے ہوکر دینا چاہیئے۔

دیکھا آپ نے حق وہ جو سر چڑھ کے بولے سرکار نے فرمایا بھی ہے الحق یعلو ولا یعلی مخالفین کے مشہور ومعروف مفتی بھی حق بولے بغیر نہ رہ سکے۔ اب تو یقین ہو گیا ہوگا کہ حق کیا ہے؟

اور علمائے سلف وخلف کی پیروی کھڑے ہونے میں ہے یا بیٹھنے میں تو جو مسئلہ دور رسالت مآب سے اب تک کے علماء وصلحا فقہا مشائخ اور ان کے متبعین کا معمول اور مفتی بہا ہو، اسے نیا مسئلہ کہنا اور گڑھا ہوا بتانا کتنا بڑا ظلم وعدوان اور مسئلہ حق کے ساتھ کس قدر شر وطغیان ہے اسی کو کہتے ہیں چوڑا ہے پر سر بازار دن کے اجالے میں دین ودیانت کا گلہ گھونٹنا یا ٹھیک دوپہر کو آنکھیں موند کر آفتاب جہاں تاب سے فیض نہ لیکر کور چشمی کا ثبوت دنیا۔

مصنفین کتب فقہیہ اور مؤلفین کتب احادیث نبویہ کے اسماء گرامی کے ساتھ ان کا سن و سال اس لئے تحریر کر دیا گیا ہے تاکہ متیقن اور دل ودماغ میں خوب راسخ ہوجائے کہ یہ مسئلہ محققہ مدللہ مبرھنہ قدیمہ ہے اور سلف وخلف کی سنت سنیہ اور طریقہ مرضیہ ہے کوئی جدید اور اختراعی نہیں ہے۔ پھر ایسے مسئلہ قدیمہ معمول بہا کو جدید اور اختراعی خیال کرنا جہالت وضلالت کے سوا کچھ نہیں یا جان بوجھ کر حق وصداقت سے عناداً اعراض کرنا ہے اور یہ کہنا کہ فلاں جگہ یا یہاں اور وہاں بوقت اقامت لوگ بیٹھتے نہیں کھڑے رہتے ہیں یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ دلیلیں تو مذکور ہوئیں انصاف پسند حق کے متلاشی کے لئے جو تحریر میں آیا کافی شافی وافی صافی ہے باوجود ان دلائل وبراہین کے جو شخص اعراض وانکار کرے اس کا کوئی علاج نہیں۔ ایسوں ہی کے حق میں قرآن کریم نے فرمایا ہے: "من لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور"

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

الحمد للہ ثم الحمد للہ تم الجواب بعون الملک الوھاب و ظھر الحق والصواب۔ ھٰذا ما تیسر لی من الاحادیث النبویۃ والکتب

الفقهية المستندة المتداولة مع قلة الفرصة و كثرة الاشغال، بتوفيق الله العزيز المتعال، ذى البر والاحسان والنوال، والصلوٰة والسلام على نبينا محمد صاحب الفضل و الكمال واصحابه وآله خير الآل۔

واعلموا ان هٰذه العجالة ، فى جواب الاقامة ،نافعة لمن اراد، ان يتذكر من اولى الالباب ،وذوى العدل والانصاف و حرز من تلبيس الابليس المريب وحصن حصين للمرمنين من الشيطان اللعين وماتوفيقى الابالله عليه توكلت واليه انيب ،جهدت فيها جهداً كثيراً، ونقحت فيها تنقيحا كبيراًوان كنت لست بذالك جديراً ،متوكلاًعلى الله سبحا نه تبارك وتعالىٰ و متيمناً بو سيلة حبيبه الاعلىٰ ﷺ تسليماً كثيراً كثيراً ،وهو حسبى و نعم الو كيل ونعم المولىٰ ونعم النصير۔

واعانتى عليها تلميذى واعزا حبتى اخى فى الدين المزين بحسن الزين ذوالمعالى المولوى مولانا احمدحسين البركاتى وتلميذى الاعز لائق الاكرام فائز المرام الحرى الحسيب فائق الاقران المولوى مالانا محمد مجيب الرحمٰن البركاتى صانهما الله تعالىٰ عن الجور بعد الكور و حفظهما سبحانه وتعالىٰ عن موجبات التلهف والتأسق واصلح حالهما و بألهما ولازال لهمامن التوفيق قوام ومن التابيد عصام بالكتابة والقل والنسخ معالاكرام و جعل المولىٰ تعالىٰ سعيهما مشكوراً و افاض من الفيو ضات والاحسانات على المسلمين والمسلمات كثيراً كثيراً واذا صارت هٰذه العجالة بصورة الرسالة فا حبيت ان اسميها فسميتها بتنو

یر البصار بتو جیه اقامة الاخیار لیکون بمو ضوعها العلامة والشعار و نسئال الله الکریم رب العرش العظیم ان یقیض علینا انوار الهدایة ویصرف عنا اصناف الضلالة .وار جو منه تبارك وتعالیٰ ان یتقبلبفضل رحمةهٰذا التالیف وان ینفعنی به ویو فقنی لعمل اهل السعادة ویرز قنی حسن الخاتمة علی الکتاب والسنة۔

وقد شرعت لِاربع بقین من ذی القعدة یوم الجمعة المبارکة قبل العصر سنة الف وار بعمائة وسبع وو قع الفراغ عنه من التسوید و التبییض والتصحیح لثانٍ من ذی الحجة سنة الف وار بعمائة وسبعة یوم الخمیس بعد الظهر۔

وافضل الصلوٰت وا کمل التسلیمات علی المولی المخصوص بطیب النشر شفیعنا بمنه یوم الحشر و علیٰ آله واصحابه ذوالحجر و آخر دعوٰنا ان الحمد لله رب العلمین۔

انا العبد امفتقر الی المولیٰ الغنی المقتدر جیش محمد الصدیقی البرکاتی مامدرس با لجامعة الحنفیه لاهل السنة والجماعة اقامها الله وادامها عفیٰ عنه و غفر له ولوالدیه و مشائخه و محبیه بمنه و کرمه وجوده و نواله اٰمین بجاه سید المرسلین یا ارحم الرحمین۔

جیش محمد قادری برکاتی

حفظه عن المعاصی

۲ ذی الحجه ۱۴۰۷ھ

التصدیق

ما اجاب شیخنا الفاضل و مخدومنا الکامل العالم الفقیہ و العلامۃ النبیہ، المحقق النجیح المفتی الکبیر، حامل لواء الدین المتین، ماحی الضلالۃ و قاطع المضلین، ناشر الملۃ و الدین، ناصر القوم و المسلمین جیش محمد رفع المولیٰ تبارک وتعالیٰ درجاتہ فی الدنیا و اعلیٰ علین فھو حق، صحیح، رجیح، نافع لطالب الحق والھدایۃ و لاھل السنۃ و الجماعۃ والحق احق بالاتباع الاطاعۃ و جزاہ اللہ عنی وعن سائر المؤمنین خیر الجزاء وادام ظلال کرمہ والامتنان و افاض برہ الاحسان علینا وعلیٰ العالمین فی کل الزمان واطال عمرہ بالصحۃ و غایۃ السلامۃ بجاہ سید الانس والجان علیہ و اٰلہ افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام من الحنان والمنان آمین آمین یا ارحم الرحمین۔

العاصی الخاطی:

احمد حسین البرکاتی غفرلہ ولوالدیہ ولاساتذہ الخادم للجامعۃ الحنفیۃ الواقعۃ بجنکفور دھام (نیپال) الثالث من ذی الحجہ ۱۴۲۷ھ

التصدیق

مبسملا و حامدا و مصلیا و مسلما و بعد

فقد تشرفت بمطالعۃ الرسالۃ لمبارکۃ التی کتبھا اکمل کملاء الزمان و اعلم علماء الدوران عین العلم والایقان تبیین اشارات القرآن الجامع لاشتات الفضائل و الخصائل

استاذ العلماء حضرة العلامة اسد النيبال جيش محمد نصره الله تعالىٰ علىٰ من عداه شيئا من العدوان واقام الدوام اماما للدين المزدان بجاه سيد الانس والجان فى جواب سوالات الاقامة فاذاهو حق و صواب و مطابق بما نطق السنة و كتب فقهاء الزمان و هو معتقدنا و معتقدالفضلاء الشيخان فلما تجلى الحق بالدلائل و البرهان فلا بد ان يعمل به الانسان و من استحوذ عليهم الشيطان فيبتغى وراء ذلك اولئك حزب الشيطان وهم الخسرون وهم العادون و من يعمل به و يطلب سبيل الحق فاولئك حزب الله الرحمٰن وهم المصلحون وهم المفلحون بمن المنان و بكرم الحنان و صلى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه و اٰله و صحبه فى كل الحين و الاٰن۔

العبد المذنب

محمد مجيب الرحمٰن البركاتى عفى عنه و عن والديه و اساتذه

المدرس للجامعة الحنفية جنكفور (نيبال) ۳/۱۲/۱۴۰۷ھ

□□□

AZAAN-E-KHUTBA AUR IQAMAT KE MASAIL

BY: Hazrat Mufti Jaish Mohammad Siddiqui

حضور شیر نیپال، بزرگوں کی نظر میں

- ’’مولانا جیش محمد صدیقی ایک قابل عالم دین ہیں ان سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اس علاقہ میں ان کے ذریعہ سنیت کی تبلیغ واشاعت ہوگی‘‘۔ (حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ)
- حضور جیش محمد صدیقی صاحب شیر نیپال کی مخالفت کرنے والا ہم برکاتیوں کا مخالف ہے، وہ خاندان برکات کا مخالف ہے، ہمارا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔...... آپ کا پسینہ جہاں گرے گا میرا خون وہاں گرے گا۔

  (سید ملت سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی علیہ الرحمہ)
- حضرت شیر نیپال جیش محمد یہ تنہا ایک آدمی ہیں، یہ جیش محمد ہیں جیسا ان کا نام ہے وہ اپنے نام کے مطابق جیش محمد ہیں۔ محمد کا لشکر ہیں، محمد رسول اللہ کے دین کے سپاہی نہیں بلکہ دین کے لشکر ہیں...... آج جو ان کے جھنڈے کے نیچے رہے گا کل وہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے کے نیچے رہے گا۔ (حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی بریلی شریف (یوپی)
- یوں تو میں ذاتی طور پر قاضی نیپال سے واقف ہی نہیں بلکہ ان کے علم وحلم اور ان کی بالغ النظری کا بہت ہی قریب سے عارف ہوں، تاہم فتاوی برکات میں آپ کے جس تبحر علمی کا ثبوت ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

  (علامہ سید محمد عارف میاں رضوی نانپارہ سابق شیخ الحدیث جامعہ منظر اسلام بریلی شریف)
- تقریباً چالیس سال قبل کی بات ہے جب کہ ۱۳۹۴ھ ماہ ربیع النور میں مدرسہ حنفیہ جنکپور دھام میں مدرسہ ہذا کے زیر اہتمام عظیم الشان فقید المثال جلسہ ہوا۔ اس وقت نیپال کے افق پر شیر نیپال عالم خوش خصال مولانا حافظ شاہ جیش محمد صدیقی کے برکات علم وفضل کا سورج طلوع کر چکا تھا اور اس کی کرنیں ترائی نیپال سے مغلان کے حدود اربعہ پر چمکنے لگی تھیں۔ (مفتی اعظم ہالینڈ مفتی عبد الواجد صاحب دربھنگہ بہار)

کتابت: علامہ احمد رضا صابری احمد گرافکس قطب الدین لین نزد دریاپور مسجد سبزی باغ پٹنہ موبائل 8521889323 9973362000